کتاب نما

عہدِ نبوی ؐ کا معاشرہ، قرآن کی روشنی میں: ڈاکٹر سید محمد لقمان اعظمی ندوی، ترجمہ: ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی۔ ناشر: مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، دہلی۔ صفحات: ۲۰۰، قیمت: ۵۰ا روپے۔

''بانگ درا'' کی نظم ''بلال'' کا ایک شعر ہے ؎

خوشا وہ وقت کہ یثرب مقام تھا اس کا
خوشا وہ دور کہ دیدار عام تھا اس کا

علامہ اقبال نے ایک جذبہ رشک و حسرت کے ساتھ مدینہ طیبہ کے جس دور کی طرف اشارہ کیا ہے، بلاشبہ وہ پوری عالمی تاریخ کا سب سے پاکیزہ اور ایک مثالی انسانی معاشرہ تھا۔ یثرب میں اس وقت قبائل کے درمیان شدید قسم کی نفرتیں اور عداوتیں پورے عروج پر تھیں۔ یہ نبی امیؐ کی پاکیزہ تعلیمات اور آپؐ کی طلسماتی شخصیت کا کرشمہ تھا کہ باہم متصادم قبائل، شیر و شکر ہوکر بھائیوں کی طرح زندگی بسر کرنے لگے۔ اس مثالی معاشرے کے مرد و زن اللہ کے مطیع و فرماں بردار اور راست باز بندے تھے اور تعاون علی الخیر میں ہر دم ایک دوسرے پر سبقت لے جانے میں کوشاں رہتے تھے۔ پھر یہ معاشرہ گوناگوں معاشرتی خرابیوں اور برائیوں سے بھی مامون و محفوظ تھا۔ زیر نظر کتاب کے دیباچہ نگار مولانا ابوالحسن علی ندوی سوال کرتے ہیں: ''کیا تہذیبوں کی تاریخ میں کوئی ایسی مثال بھی ملتی ہے کہ کسی گناہ گار یا مجرم نے خود کو عدالت میں پیش کیا ہو، اپنے اوپر شدید ترین سزا عائد کی ہو اور اسے جھیلا ہو اور اس کے دل میں ذرہ برابر بھی ناپسندیدگی اور نفرت کا احساس پیدا نہ ہوا ہو، بلکہ اس نے غیروں کی طرف سے دیے جانے والے لالچ اور اشتعال انگیزی کا بھی مقابلہ کیا ہو جیسا کہ حضرت کعب بن مالکؓ اور ان کے ساتھیوں کے واقعے سے معلوم ہوتا ہے جب وہ غزوۂ تبوک میں شرکت نہ کر سکے تھے اور جیسا کہ عبداللہ بن ابی بن سلول کے صاحبزادے حضرت عبداللہ کے اس رویہ سے عیاں ہوتا ہے جو انھوں نے اپنے باپ کے تئیں اختیار کیا تھا''۔

ڈاکٹریٹ کے زیر نظر مقالے میں مولف نے مدنی معاشرے کا مطالعہ چار ابواب میں پیش کیا ہے:

(ا) تاسیسی مرحلہ ہجرت: اس کے محرکات، حدود، مقاصد، مساجد کا کردار، مواخات، جہاد کا تصور،

بدر اور احد۔ (۲) تربیتی مرحلہ: فرد و جماعت کی تربیت۔ اموال غنیمت، واقعہ افک، غزوۂ تبوک۔ (۳) معاشرتی ڈھانچے کی تشکیل نو: نکاح، حرمت زنا، شراب، سود، نظام کفالت، زکوٰۃ، معاشرتی آداب۔ (۴) اقلیات: یہودی، نصاریٰ، منافقین--- یہ مطالعہ محض مدنی دور کی تاریخ یا احوال و واقعات کے بیان تک محدود نہیں بلکہ مصنف نے اس معاشرے کی صورت گری اور تشکیل نو کے ضمن میں نبی امی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حکیمانہ تدابیر اور کاوشوں کی تفصیل مرتب و منظم انداز میں پیش کی ہے۔ اس سلسلے میں مولف کا بنیادی ماخذ قرآن حکیم ہے۔ انھوں نے اپنی تحقیق و مطالعے میں قرآن حکیم سے اس یقین و اعتقاد کے ساتھ استفادہ کیا ہے کہ: "جب بھی تم قرآن کا مطالعہ کرو گے اس سے نئی چیز حاصل ہوگی اور تمھیں ایسا معلوم ہو گا گویا پہلی مرتبہ اس کا مطالعہ کر رہے ہو"۔ (ص ۲۸)

مصنف نے ندوۃ العلماء لکھنؤ سے سند فضیلت حاصل کرنے کے بعد جامعہ ازہر قاہرہ سے "مجمع المدینۃ المنورہ فی عصر النبوۃ کما بصورۃ القرآن" کے موضوع پر ڈاکٹریٹ کیا۔ زیر نظر کتاب اسی تحقیقی مقالے کا اردو ترجمہ ہے۔ موصوف ان دنوں حائل (سعودی عرب) کے تربیت اساتذہ کالج سے وابستہ ہیں۔

یہ کتاب، ایک اعتبار سے سیرت نبویؐ کا مطالعہ ہے۔ مصنف نے سیرت کے ایک خاص پہلو پر ایک نئے انداز میں روشنی ڈالی ہے۔ اسلامی معاشرے کا یہ نمونہ دور حاضر کے لیے ایک ماڈل کی حیثیت رکھتا ہے (اس لیے علامہ اقبال اسے "خوشا وہ دور" اور "خوشا وہ وقت" سے یاد کرتے ہیں)۔ (ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی)

رسولِ اکرمؐ مغربی اہل دانش کی نظر میں، پروفیسر محمد شریف بقا۔ ناشر: مکتبہ تعمیر انسانیت، اردو بازار، لاہور۔ صفحات: ۲۸۰۔ قیمت: ۱۲۰ روپے۔

حضور نبی اکرمؐ کی ذات گرامی ہمارے ایمان کی بنیاد اور ہمارے اجتماعی وجود کی روح ہے۔ حب رسولؐ کے بغیر اسلامی زندگی کی تعمیر ممکن نہیں۔ حضورؐ کی پیروی ہی میں دنیا اور عقبیٰ میں نجات کا راز مضمر ہے۔ عالم انسانیت پر حضورؐ کے احسانات شمار سے باہر ہیں اور ایک زمانہ آپ کے اوصاف حسنہ کا قائل ہے۔ تاہم مغربی مصنّفین نے محض تعصب کی بنا پر سیرت نبویؐ کو ہدف تنقید بنایا ہے۔ ان کی پرفریب تحریروں نے بعض تعلیم یافتہ مسلمانوں کو بھی متاثر کیا ہے۔ اس کے باوجود متعصب مستشرقین بھی حضورؐ کے فضائل کا اعتراف کیے بغیر نہیں رہ سکے۔ ان لوگوں کے اعتراف حقیقت کا ایک فائدہ یہ ہے کہ ہمارے تعلیم یافتہ مگر مغرب سے مرعوب ذہن اپنی فکری گمراہیوں کا جائزہ لینے پر آمادہ ہو جاتے ہیں اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اغیار کی مثبت آرا سے ہم جیسے لوگوں کے جذبہ ایمانی کو بھی تقویت

ملتی ہے۔ زیر نظر کتاب ۵۵ کے لگ بھگ مستشرقین کے بیانات و آرا پر مشتمل ہے۔ ان مستشرقین میں لے ایچ پامر، ایڈورڈ گبن، الفرڈ گیوم، این میری شمل، آرنلڈ، کارلائل، ڈریپر، منٹگمری واٹ، لین پول، ولیم میور، واشنگٹن ارونگ، کریمر اور گب ایسے نام نظر آتے ہیں۔ مصنف نے نہ صرف ان کی تصانیف سے اردو میں باحوالہ اقتباسات درج کیے ہیں بلکہ ضرورت کے مطابق اہم مقامات کی توضیح بھی کی ہے اور مستشرقین کی غلط باتوں کی مدلل تردید بھی کی ہے۔

پروفیسر محمد شریف بقائی کتابوں کے مصنف اور اپنی راست فکری کے لیے علمی حلقوں میں معروف ہیں۔ اقبالیات سے گہرا شغف رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ توضیحات میں اقبال کے حوالے بکثرت ہیں۔ مصنف نے بڑی تلاش اور محنت سے کتاب کا لوازمہ جمع اور مرتب کیا ہے۔ تاہم بعض مقامات پر کچھ تشنگی کا احساس ہوتا ہے مثلاً ہر مستشرق کا مختصر تعارف دینا مناسب و مفید تھا۔ جان ولیم ڈریپر کی ایک کتاب کے اقتباسات تو شامل کتاب ہیں لیکن اس کی کتاب ''معرکہ مذہب و سائنس'' کا تذکرہ مفقود ہے حالانکہ اس میں بھی حضورؐ کے بارے میں اس نے مثبت اور منفی انداز میں اظہار خیال کیا ہے۔ کتاب میں مندرج اردو ترجمے کے ساتھ ساتھ اگر انگریزی عبارات میں بھی درج کر دی جاتیں تو بہتر ہوتا۔ بہ اعتبار تدوین بعض امور اصلاح طلب محسوس ہوتے ہیں، مثلاً ایک ہی کتاب کے ایک سے زائد اقتباسات کے ساتھ ہر بار کتاب کا نام اور مقام و سنہ اشاعت دہرانے کی ضرورت نہ تھی، صرف صفحہ نمبر کافی تھا۔ مغربی مصنفین کے ناموں کے مختلف اجزا کے درمیان ختمہ لگانا غلط ہے، مثلاً: ''جان۔ولیم۔ڈریپر'' نہیں بلکہ ''جان ولیم ڈریپر'' درست ہو گا۔ ایک مصنف کا نام ایک ہی بار درج کرنا کافی تھا (ص ۷۳ و مابعد) کہیں کہیں آیات اور اشعار میں غلطیاں نظر آتی ہیں، ص ۱۳۲، ۱۴۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۷، ۱۷۲، ۲۵۵، ۲۶۷ وغیرہ۔ آیات قرآنی پر اعراب نہیں لگائے گئے، یہ بہت ضروری تھا۔ کتاب کے آخر میں ''کتابیات'' کی ضرورت شدت سے محسوس ہوتی ہے لیکن یہ باتیں کتاب کی افادیت پر کچھ زیادہ اثر انداز نہیں ہوتیں۔ دوسرے ایڈیشن میں ان تجاویز کو ملحوظ خاطر رکھا جا سکتا ہے۔

بحیثیت مجموعی یہ ایک مفید اور معلومات افزا کتاب ہے۔ (ڈاکٹر رحیم بخش شاہین)

چاند اور تارے (تذکرۂ اہل عزم و ہمت)، حافظ محمد ادریس۔ ناشر: مکتبہ احیائے دین، منصورہ لاہور۔ صفحات: ۲۵۶۔ قیمت: ۶۶ روپے۔

عظیم شخصیات کے تعارفی خاکے جہاں ادبی قدر و قیمت رکھتے ہیں، وہاں کردار سازی میں بھی بہت موثر ثابت ہوتے ہیں۔ اس اعتبار سے ان خاکوں کی تبلیغی افادیت بھی مسلمہ ہے۔ تبلیغ کا ایک

طریقہ تو یہ ہے کہ آپ جن اصولوں کو انسانی فلاح کا ضامن سمجھتے ہیں۔ان کو زبان یا قلم سے دلائل کی بدولت دل و دماغ میں بٹھانے کی کوشش کریں اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جن لوگوں نے ان اصولوں کے لیے اپنی زندگیاں وقف کیں ان کی شخصیت کے مختلف گوشوں کو اجاگر کیا جائے تاکہ قارئین اس آئینے میں اپنی ذات کا جائزہ لینے کی کوشش کریں اور اپنے اخلاق و کردار کو بہتر سانچے میں ڈھالنے کی سعی کریں۔

"چاند اور تارے" اہل عزم و ہمت کا ایسا تذکرہ ہے کہ جس کو پڑھ کر انسانیت اور اسلامی تعلیمات پر ہمارا اعتماد پختہ ہوتا ہے۔اس تذکرے میں حافظ محمد ادریس کی تیس نگارشات شامل ہیں جن کے ذریعے انھوں نے تحریک اسلامی کے کچھ رہنماؤں اور بعض نمایاں کارکنوں کے اوصاف پر روشنی ڈالی ہے۔مصنف نے جن شخصیات کو موضوع بنایا ہے وہ کسی نہ کسی اعتبار سے اپنے معاصرین میں ممتاز اور دوسروں کے لیے لائق تقلید ہیں۔ان کی نمایاں ترین خوبی مقصد حیات کے ساتھ والہانہ عشق تھا جب ہم تحریک کے سلسلے میں ان کی حکایت مہر و وفا اور خدمت خلق کے سلسلے میں ان کی گراں قدر مساعی کا حال پڑھتے ہیں تو دل و دماغ پر ایک عجیب اثر ہوتا ہے، اس کتاب کی ہر تحریر ہمیں زندگی کی مقصدیت اور بے پناہ عزم و حوصلہ سے ہم کنار کرتی ہے۔اس اعتبار سے یہ کتاب اعلیٰ مقاصد حیات کے لیے سرگرم عمل لوگوں کے لیے چشمہ قوت کی حیثیت رکھتی ہے۔موزوں واقعات کے چناؤ اور ان کی ترتیب اور طرز بیان کی عمدگی نے "چاند اور تارے" کی افادیت اور تاثیر میں بے حد اضافہ کر دیا ہے۔تحریکی ادب میں اس کتاب کو ایک مفید اضافہ تصور کیا جا سکتا ہے۔ (ر-ب-ش)

تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ پر تبصرہ، سید ابوالاعلیٰ مودودی۔ناشر: ادارہ معارف اسلامی، منصورہ لاہور۔صفحات: ۱۷۶۔قیمت: درج نہیں۔

۱۹۵۳ میں جب اسلامی دستور کے لیے ملک گیر مہم چل رہی تھی، پنجاب میں قادیانیوں کے خلاف ایک تحریک اٹھ کھڑی ہوئی۔جب اس نے شدت اختیار کر لی تو ۶ مارچ ۱۹۵۳ کو مارشل لا لگا کر کثیر تعداد میں لوگوں کو جیل میں ڈال دیا گیا۔مولانا مودودی، ان کے بہت سے قریبی رفقا اور مرکز جماعت سے وابستہ افراد بھی گرفتار کر لیے گئے۔مولانا کو "قادیانی مسئلہ" لکھنے کی پاداش میں سزائے موت سنائی گئی۔حکومت پنجاب نے جسٹس محمد منیر اور جسٹس ایم آر کیانی پر مشتمل ایک تحقیقاتی عدالت قائم کی جس نے جولائی ۱۹۵۳ سے فروری ۱۹۵۴ تک اپنی تحقیقات کے نتائج، ۳۸۷ صفحات پر مشتمل انگریزی زبان میں ایک رپورٹ کی صورت میں پیش کیے۔

زیر نظر کتاب پہلی بار مذکورہ رپورٹ پر بطور تبصرہ شائع ہوئی تھی، جس پر بطور مولفین نعیم

صدیقی اور سعید ملک کے نام درج تھے، لیکن یہ تبصرہ مولانا مودودی کا تحریر کردہ تھا۔کتاب ان کے نام سے شائع نہ کرنے میں شاید یہ مصلحت کارفرما تھی کہ مولانا اس زمانے میں جیل میں نظربند تھے۔ کتاب کے اصل مولف کے بارے میں زبانی روایات تو موجود تھیں، مگر کوئی دستاویزی شہادت میسر نہ تھی۔اب کتاب کا دوسرا ایڈیشن مولانا کے نام سے شائع کیا گیا ہے اور دیباچے میں جناب نعیم صدیقی نے اصل صورت حال کی وضاحت کر دی ہے۔

قادیانیوں کے خلاف ۱۹۵۳ کی تحریک کا پس منظر اور مسئلہ قادیانیت کی تفہیم کے سلسلے میں یہ ایک مفید کتاب ہے۔سید مودودی نے اپنے مخصوص کلامی انداز میں نہایت عمدگی کے ساتھ رپورٹ کا تجزیہ و تحلیل کیا ہے۔یہ تاریخی نوعیت کی ایک کتاب ہے۔آج ۴۰، ۴۲ برس بعد اسے شائع کرتے ہوئے، بعض مقامات پر توضیحی حاشیے شامل کیے جاتے تو قاری کے لیے ان مقامات و مسائل کو سمجھنا آسان ہوتا۔ (ر-ہ)

غلام عباس : سوانح و فن کا تحقیقی مطالعہ، سویامانے (یاسر)۔ناشر: سنگ میل پبلی کیشنز، لوئر مال، لاہور۔صفحات: ۲۹۵۔قیمت: ۲۱۰ روپے۔

پاکستانی جامعات میں ایم اے اردو اور ایم فل کی سطح پر ہر سال تیار ہونے والے سیکڑوں تحقیقی مقالوں میں بہت کم، بہت ہی کم ایسے ہوتے ہیں، جنھیں ادبی یا سائنسی علوم کی کسی جہت میں فی الواقع "تحقیق" قرار دیا جاسکے۔اس لیے تحقیقی مقالات کو چھاپنا تو کجا، بعض اوقات چھپانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ع: تو خود بھی شرمسار ہو، مجھ کو بھی شرمسار کر--- مگر کبھی کبھی استثنائی مثالیں بھی سامنے آتی ہیں۔زیرنظر مقالہ اسی طرح کی ایک عمدہ مثال ہے۔

اس کے مصنف ایک جاپانی طالب علم سویامانے ہیں، جنھوں نے پہلے اوساکا میں، پھر پاکستان آکر، پنجاب یونی ورسٹی، اورینٹل کالج لاہور میں، بڑی محنت سے اردو زبان سیکھی۔پھر اردو میں لکھنے پڑھنے اور تحقیق کرنے کی ایسی مشق بہم پہنچائی جو بعض اعتبار سے پاکستانی طلبہ کے لیے بھی قابل رشک ہے۔بے شک وہ فصیح و بلیغ، بامحاورہ اور بے عیب اردو لکھنے پر اہل زبان کی سی قدرت نہیں رکھتے مگر ان کے زیرنظر مقالے کا معیار، ہمارے طلبہ کے لکھے ہوئے مقالوں کے اوسط معیار سے کہیں بہتر ہے۔

غلام عباس (۱۹۰۹-۱۹۸۲) اردو کے نامور افسانہ نگار ہیں۔اردو کے جید اور نامور نقادوں نے ان پر بیسیوں چیزیں لکھی ہیں۔اس لیے کسی طالب علم کے لیے اس موضوع پر کوئی نئی بات پیدا کرنا بہت مشکل ہے۔چنانچہ نہ سہی کہ سویامانے نے غلام عباس کے افسانوں پر کوئی بہت گہری یا تنقیدی نکتہ آفرینی کی ہو، مگر انھوں نے اس موضوع پر دستیاب مطبوعہ اور غیر مطبوعہ لوازمے کو جس

کاوش و محنت سے جمع کیا' (اور اس سلسلے میں کراچی اور دہلی تک کئی بار سفر کیا) پھر سارے لوازمے اور حوالوں کو سائنسی انداز میں مرتب کرتے ہوئے مقالے کی بہت عمدہ تدوین کی' وہ قابل داد ہے۔ غلام عباس کے سوانح پر اب تک کسی نے اس طرح کی تحقیقی نظر نہیں ڈالی اور نہ ان کے فن کا ایسے سائنٹی فک انداز میں تجزیہ کیا ہے۔ کتاب میں غلام عباس کی مطبوعہ و غیر مطبوعہ تحریروں (کہانیوں' خطوں' مسودات) ان کے متعلق تحریروں کی فہارس اور عکس شامل ہیں۔ غلام عباس پر یہ ایک بنیادی کام ہے جو اسی موضوع پر مزید اور مفصل تحقیق کی مضبوط بنیاد فراہم کرتا ہے۔

ایک جاپانی طالب علم کی زیرنظر کاوش سے ہمارے طالب علم بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں' بشرطیکہ وہ اپنے اندر کام کے ساتھ لگن کا جذبہ پیدا کریں اور محنت کو اپنا شعار بنالیں' جو جاپان کی ترقی کا ایک بڑا راز ہے' اور جس کی' افسوس ہے کہ ہمارے ہاں شدید کمی ہے۔ (ر-ہ)

حضرت جبرئیل علیہ السلام' ابن عبدالشکور' ناشر: کوثر پبلی کیشنز' بنگلور۔ صفحات: ۱۸۰۔ قیمت: ۵۶ روپے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام کے بارے میں جو کچھ سیرت کی کتب میں' احادیث میں' اور قرآن میں پڑھا تھا' اسے حسن ترتیب کے ساتھ یک جا اس کتاب میں پڑھا۔ اس پر مستزاد' صاحب کتاب کا دل کش انداز بیان! مصنف نے سیرت نگاری کا میدان اپنے لیے منتخب کر لیا ہے۔ وہ ایسی شخصیات کا انتخاب کرتے ہیں جن پر معلومات بکھری ہوئی ہیں۔ انھیں جمع کرتے ہیں' مرتب کرتے ہیں' رنگ بھرتے ہیں اور پھر پیش کرتے ہیں۔ امہات المومنین حضرت صفیہؓ اور حضرت جویریہؓ یا حضرت ابوسفیان اور اب حضرت جبرئیل ان کے اسی شوق کا اظہار ہیں۔ زیرتبصرہ کتاب پہلی وحی کی آمد کے منظر سے شروع ہوتی ہی اور آیندہ ہر سال شب قدر میں آمد کے مژدہ پر ختم ہوتی ہے۔ اس دوران سفر معراج میں ساتھ' غزوات میں ساتھ' دشمنان رسولؐ سے رویہ' اور مستند احادیث میں جو جو بھی واقعہ حضرت جبرئیل سے متعلق ہے' سب کو لے کر ایک لڑی میں پرو دیا گیا ہے۔ آپ کی شخصیت کے بارے میں بھی روایات پیش کی گئی ہیں۔ سفر طائف کے بعد پہاڑوں کے فرشتے کو حاضر کرنا اور اسی طرح کی تمام روایات۔ مختصر یہ کہ اس مختصر کتاب کے مطالعے کے بعد محسوس ہوتا ہے کہ سیرت رسولؐ پر کوئی بہت عمدہ کتاب اس لیے پڑھ لی گئی ہے کہ روایتی انداز سے مختلف ہے۔ مشینی کمپوزنگ کے دور میں ہاتھ کی خوب صورت کتابت بھی دل نواز محسوس ہوئی۔ (مسلم سجاد)

حکیم محمد سعید کے طبّی مشورے' مرتب: مسعود احمد برکاتی۔ ناشر: ہمدرد فاؤنڈیشن' ناظم آباد' کراچی۔ صفحات: ۲۲۴۔ قیمت: ۱۰۰ روپے۔

ماہ نامہ "ہمدرد نونہال" بچوں کا ایک مقبول رسالہ ہے۔ اس میں (دیگر دلچسپ اور بامقصد تحریروں کے علاوہ) حکیم محمد سعید صاحب نونہالوں کے طبّی سوالوں کے جواب دیتے ہیں۔ یہ سلسلہ ۷، ۸ برسوں سے جاری ہے۔ حفظ صحت کے موضوع پر یہ سوال جواب نہ صرف نونہالوں بلکہ بڑوں، خواتین اور اطبا کے لیے بھی بے حد فائدہ مند ہیں۔ "نونہال" کے فاضل اور لائق مدیر جناب مسعو احمد برکاتی نے، جو ہر کام کو سلیقے اور محنت سے انجام دینے میں مہارت رکھتے ہیں، حکیم صاحب کی ان تحریروں کو ۱۶، ابواب میں موضوع وار جمع کر دیا ہے۔ حکیم محمد سعید ایک ماہر طبیب ہیں 'علاج معالجے کا وسیع تجربہ رکھتے ہیں' مگر اہم تر بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں علم نافع عطا کیا ہے۔ وہ اپنی بات قاری تک موثر انداز میں پہنچانے کا فن جانتے ہیں۔ انھوں نے آسان انداز میں مرض، دوا اور تدابیر و پرہیز کی اہمیت اور نزاکتوں کو واضح کرتے ہوئے نہایت مفید مشورے تحریر کیے ہیں۔ ان کا نقطہ نظر بڑا متوازن ہے۔ مثلاً وہ کہتے ہیں: "مٹاپے کا نام صحت نہیں ہے۔ صحت تو یہ ہے کہ آدمی خود کو ہر وقت چست و توانا محسوس کرے۔ اگر دل چاہتا ہے کہ کام کرے، مطالعہ کرے، ورزش کرے وغیرہ، اگر ایسا ہے تو بس یہی صحت ہے"۔ بسیار خوری کو وہ مضر صحت اور باعث امراض سمجھتے ہیں۔ بیماروں کو متوازن غذا اور کم خوری کی ترغیب دیتے ہیں۔ وہ خود "ایک ناشتا، ایک کھانا" کے اصول پر عمر بھر کاربند رہے ہیں اور اسی فلسفے کے علم بردار ہیں۔

طرح طرح کے امراض کی کثرت، مہنگی دواؤں اور طریق علاج کی مشکلات اور پیچیدگیوں کے دور میں، زیرنظر کتاب کا مطالعہ بہت مفید رہے گا۔ یہ کتاب ہمیں صحیح، سادہ اور فطری طرز زندگی اختیار کرنے پر راغب کرتی ہے تاکہ دوا اور علاج کی ضرورت کم سے کم پیش آئے۔ کتاب کا معیار طباعت و اشاعت اچھا اور قیمت مناسب ہے۔ (ر - ہ)۔

مجلّہ تسخیر، مدیر: صاحبزادہ خورشید احمد گیلانی۔ پتا: ۴۹ کریم بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور۔ صفحات: ۵۶۔ قیمت: ۱۰ روپے، سالانہ: ۱۰۰ روپے۔

ہفت روزہ (مگر عملاً ماہانہ) "تسخیر" اتحاد امت، اسلام اور دین و شریعت کے عملی نفاذ اور بڑی طاقتوں کے چنگل سے مسلمانوں کی آزادی کا پرجوش داعی ہے۔ سرورق کے مطابق: "اتحاد، اجتہاد اور انقلاب کا نقیب"۔ مارچ کے شماروں میں پاکستانی صحافت، عالم اسلام کے خلاف ہنود و یہود کی سازشوں اور اتحاد اسلامی کے بارے میں دل چسپ، معلومات افزا اور فکر انگیز مضامین شامل ہیں۔ "تسخیر" میں شامل جملہ تحریروں میں ایک مثبت طرز فکر اور ایک واشگاف لہجہ ملتا ہے۔ (سلیم منصور خالد)

تعارف و خلاصہ آیات قرآنی، پروفیسر شفیق احمد ملک۔ ناشر: طارق برادرز پبلشرز، چوک اردو بازار، لاہور۔ صفحات: ۲۲۴۔ قیمت: ۵۰ روپے۔

مصنف کہتے ہیں کہ وہ، قرآنی آیات کا یہ تعارف اور خلاصہ اس نیت سے پیش کر رہے ہیں کہ معمولی پڑھا لکھا عام مسلمان بھی، تلاوت کرتے ہوئے اس کا مفہوم و مطلب کچھ نہ کچھ سمجھ سکے۔ چنانچہ وہ (بجا طور پر) خیال کرتے ہیں کہ رمضان المبارک میں نماز تراویح کے لیے جانے سے پہلے، زیرنظر کتاب کے ذریعے، اس روز تلاوت کیے جانے والے، حصہ قرآن کا تعارف اور خلاصہ دیکھ لیا جائے تو قرآن فہمی میں بہت مدد مل سکتی ہے۔ انھوں نے ہر سورہ کا خلاصہ، سورہ کو کئی کئی حصوں میں تقسیم کر کے تیار کیا ہے۔ اپنی نوعیت میں یہ ایک مفید کاوش ہے (ر-ہ)۔

آموزگار اقبال، مرتبہ: ڈاکٹر اکبر رحمانی۔ ناشر: مکتبہ آموزگار، اسلام پور، جلگاؤں (بھارت)۔ صفحات: ۱۳۲۔ قیمت: ۶۰ روپے۔

زیرنظر کتاب تعلیمی جریدے "آموزگار" کے اقبال نمبروں کی کتابی اشاعت ہے جس میں گیارہ تنقیدی مضامین کے علاوہ ۴۸ (بیشتر پاکستانی) مطبوعات پر تعارفی تبصرے شامل ہیں۔ چار کے سوا، سب تبصرے مرتب کے قلم سے ہیں۔

حصہ مضامین میں ایک دلچسپ تحریر مراٹھی کے ممتاز ادیب شری پاد جوشی کی ہے۔ ۱۹۴۰ میں انھوں نے ڈاکٹر ذاکر حسین سے اردو سیکھی۔ یوں اقبال سے متعارف اور متاثر ہوئے۔ مراٹھی میں کئی مضامین لکھ کر مراٹھی قارئین کو اقبال سے متعارف کرایا۔ کہتے ہیں: "اقبال کے بارے میں میرے دل میں ہمیشہ ایک قسم کی عزت، محبت اور شوق تحقیق رہا ہے"۔ لوگ انھیں ملک کی تقسیم یا تخلیق پاکستان کا ذمہ دار سمجھتے ہیں مگر "مجھ پر اس کا اثر اس لیے نہیں پڑا کہ میں جانتا تھا کہ اقبال، سیاست کی باریکیوں اور گتھیوں کو اچھی طرح جانتے نہیں تھے چنانچہ اس کے بارے میں اقبال کے خیالات کی طرف کوئی دھیان نہ دے گا۔ ان کی شاعری پر ہی ساری توجہ مرکوز کرنی چاہیے"۔ جوشی صاحب نے ایک اور دلچسپ بات یہ بتائی ہے کہ "اقبال کا شیدا یا پرستار ہونے کی وجہ سے کئی لوگ تو مجھے مسلم پرست خیال کرنے لگے تھے، یہاں تک کہ طنزاً مجھے مولانا جوشی بھی کہتے تھے، مگر میں نے کبھی اس کا برا نہیں مانا---- مجھے تو بڑی خوشی محسوس ہوتی [ہے کہ] میں نے اقبال کے متعلق مضمون لکھے اور تقریریں کیں۔ بس اتنا ہی میرے لیے کافی تھا"۔ (ص ۱۲۷)۔ شری پاد جوشی کے مضمون سے شعر اقبال کی دل کشی و دل آویزی اور (اس واسطے سے) ان کے وسیع حلقہ اثر کا اندازہ ہوتا ہے۔

ڈاکٹر رحمانی کی یہ کاوش قابل داد ہے۔ امید ہے بھارت میں مطالعہ اقبال کے فروغ اور اقبالیات پاکستان کو متعارف کرانے کے سلسلے میں "رموز اقبال" مفید و معاون ثابت ہوگی (ر-ہ)۔